المیزان

ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ آسٹریلیا کے لئے مخصوص رسالہ

شمارہ نمبر 24 مئی 2023ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

2	اداریہ	13	خُون آبشار-انٹارکٹیکا
3	کلام اللہ تعالیٰ	15	کون بنے گا بادشاہ
4	کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم	18	ایک جَری دِل حجاب میں
5	کلام حضرت مسیح موعودؑ	22	بوجھو تو جانیں
6	خلاصہ خطبہ	23	ذرا مسکرائیے
10	نظم	24	میٹھے پکوان و مشروبات
11	سوچنے کی باتیں		

زیر نگرانی: عابدہ چوہدری (صدر لجنہ اماءاللہ آسٹریلیا)

صبیحہ فاروق (سیکرٹری اشاعت لجنہ اماءاللہ آسٹریلیا)

مدیرہ: نجمہ عثمان

نائب مدیرہ: محمودہ طلعت

ڈیزائینگ: عائشہ وحید، صبیحہ فاروق

ٹائپنگ اور پروف ریڈنگ: محمودہ طلعت، صبیحہ فاروق، عائشہ وحید

اداریہ

پیارے اطفال اور ناصرات الاحمدیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

المیزان کا یہ شمارہ ایک خاص موضوع کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ المیزان کے اس شمارہ میں ہماری توجہ "نیکی اور اچھی عادات" پر مرکوز ہے۔ بچپن سے ہی اگر نیکی اور اچھی عادات کی طرف رحجان ہو تو باقی زندگی کا بنیادی خاکہ تیار ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء کے موقع پر مسیح موعودؑ کا اقتباس بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اِس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ عقائد کا اثر اعمال پر بھی ہوتا ہے، حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ۔۔۔ بات یہ ہے کہ عقیدے اچھے ہوتے ہیں تو انسان سے اعمال بھی اچھے صادر ہوتے ہیں۔ (اگر عقیدہ بہتر ہو گا، اچھا ہو گا اس پہ یقین ہو گا تو پھر اس عقیدے کی رُو سے اگر نیک نیتی ہو گی تو پھر اچھے اعمال بھی صادر ہوں گے۔) فرماتے ہیں جو انسان سچا اور بے نقص عقیدہ اختیار کرتا ہے اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا تو اس سے اعمال خود بخود ہی اچھے صادر ہوتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ جب مسلمانوں نے سچے عقائد چھوڑ دیئے تو آخر دجّال وغیرہ کو خدا ماننے لگ گئے۔۔۔ پروردگار چاہتا ہے کہ جیسے عقائد درست ہوں ویسے ہی اعمال صالحہ بھی درست ہوں اور ان میں کسی قسم کا فساد نہ رہے۔ اس لئے صراط مستقیم پر ہونا ضروری ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نجمہ عثمان

اپنی تجاویز اور مضامین ہمیں اس پتہ پر ای میل کریں:

sabihaarshad@hotmail.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قرآن مجید

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۵﴾

ترجمہ: ”اور مَردوں میں سے یا عورتوں میں سے جو نیک اعمال بجالائے اور وہ مومن ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے اور وہ کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے۔“

(سورۃ النسا:125)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ: ”اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے یہی ہیں جو اہلِ جنت ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

(سورۃ البقرہ:83)

کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو اُمامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس شخص نے اللہ کی خاطر محبت کی اور اللہ کی خاطر نفرت کی اور اللہ کی خاطر دیا اور اللہ ہی کی خاطر کچھ دینے سے رکا رہا تو یقیناً اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔“

(سنن ابو داؤد، حدیث 4681)

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

” جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حُسنِ سلوک سے پیش آؤ۔“

(ترمذی)

کلام حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

اور میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حقِ ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔۔۔۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پہ رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پہ غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔

(روحانی خزائن جلد 17۔ صفحہ 13-14)

چند نکات از خطاب سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ 27/ اکتوبر 2017ء

نیکیوں میں ہمیشہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش

حضورِ انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرماتا ہے کہ تمہارا مطمح نظر ہمیشہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرۃ:149) ہونا چاہئے یعنی تم نیکیوں میں ہمیشہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور پھر نیکیاں بجالانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بہترین مخلوق قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ یعنی یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے یہی ہیں جو بہترین مخلوق ہیں (البیّنۃ: 8)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے مختصراً ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "انسان کو چاہئے کہ اپنا فرض ادا کرے اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے"۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 15)

اس آیت کے حوالے سے آپ نے فرمایا۔ پس اعمال صالحہ میں ترقی کرنا، نیک کام کرنا، نیکیاں بجالانا ہی ایک مسلمان کو ایک مومن کو حقیقی مومن بناتا ہے اور اس کے لئے ہمیں ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے۔ ہماری رہنمائی کے لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت سے اس بارے میں ارشادات فرمائے ہیں۔ مثلاً یہ کہ نیکی کیا چیز ہے؟ حقیقی نیکی کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے؟ نیکی بجالانے کے لئے خدا تعالیٰ پر ایمان کیوں ضروری ہے؟ ایمان کا معیار کیا ہونا چاہئے؟ اس ایمان کے معیار کو ہمیں کس طرح بڑھانا چاہئے؟ کن ذریعوں سے نیکی کی جاتی ہے؟ نیکی کے کون کون سے مختلف پہلو ہیں؟ کتنی قسم کی نیکیاں ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والے کو کس طرح نوازتا ہے؟ پھر یہ بھی آپ نے

بیان فرمایا کہ جائز چیزوں کا بھی اعتدال کی حد تک کرنا نیکی ہے۔ اگر اس سے زیادہ کرو تو پھر نیکی میں کمی کر دیتا ہے۔ یہ بھی کہ ایک مومن کو اپنی نیکی کے دائرے کو کس قدر وسیع کرنا چاہئے؟ غرض کہ آپ نے نیکیوں کی حکمت، اس کی حقیقت اور اس کی روح کے مضمون کو مختلف موقعوں پر مختلف زاویوں سے کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اس وقت مَیں اس بارے میں آپ کے چند اقتباسات پیش کروں گا۔ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ نیکی کیا چیز ہے اور یہ بھی کہ بظاہر ایک چھوٹی سی نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا کا مورد بنا دیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ”نیکی ایک زینہ ہے اسلام اور خدا کی طرف چڑھنے کا۔“ (اسلام کی حقیقت معلوم کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔ اس کا قرب حاصل کرنا ہے تو نیکیاں اس کے لئے ایک زینہ ہیں۔) ”لیکن یاد رکھو کہ نیکی کیا چیز ہے“ فرمایا کہ ”شیطان ہر ایک راہ میں لوگوں کی راہ زنی کرتا ہے۔ اور ان کو راہ حق سے بہکاتا ہے۔ مثلاً رات کو روٹی زیادہ پک گئی“۔ (امیر آدمی ہے یا کسی کے گھر میں رات کو کھانا زیادہ پک گیا۔ روٹی زیادہ پک گئی۔) ”صبح کو باسی بچ رہی۔“ (کھائی نہیں گئی۔ رات کو بچ گئی اور اگلے دن) فرمایا کہ ”عین کھانے کے وقت کہ اس کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھے ہیں ابھی ایک لقمہ نہیں لیا کہ دروازے پر آ کر فقیر نے صدا کی اور روٹی مانگی“ (تو اس کھانے والے نے) ”کہا کہ باسی روٹی سائل کو دے دو۔“ (کل کی جو بچی ہوئی روٹی تھی وہ دے دو۔ حالانکہ اپنے سامنے تازہ کھانا پکا ہوا ہے۔) فرمایا کہ ”کیا یہ نیکی ہو گی؟ ۔۔۔۔۔ فرمایا کہ ”الغرض اس رکابی میں سے جس میں ابھی تازہ کھانا اور لذیذ اور پسندیدہ رکھا ہوا ہے۔“ (پلیٹ میں کھا رہے ہو۔ تمہارے سامنے پڑا ہے رکھا ہوا ہے۔) ”کھانا شروع نہیں کیا۔ فقیر کی صدا پر نکال دے تو یہ تو نیکی ہے“۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 75۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) ۔۔۔۔۔ پھر نیکی کے پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

”انسان کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔ بدی سے بچے اور نیکی کی طرف دوڑے۔ اور نیکی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک ترکِ شر۔ دوسرا افاضۂ خیر“۔ (شر کو چھوڑنا ٹھیک ہے ایک نیکی ہے یہ ایک پہلو ہے اور دوسرا پہلو ہے نیکی کرنا۔)

فرمایا کہ ” ترکِ شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا۔“ (جب صرف ترک شر کرنا ہے تو یہ کامل نہیں ہے اس ایمان میں ابھی کمزوری ہے) ”جب تک اس کے ساتھ افاضۂ خیر نہ ہو۔ یعنی دوسروں کو نفع بھی پہنچائے“۔ نیکی کرے۔ دوسروں کو نفع پہنچائے تب کامل ایمان ہوتا ہے۔۔۔۔۔ پھر نیکیوں کے حصوں کی وضاحت آپ نے فرمائی۔ پہلے دو پہلو تھے شر کو چھوڑنا اور نیکی کرنا اب اس کے دو حصے بیان فرمائے۔ فرمایا کہ ”انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک فرائض

دوسرے نوافل۔" (دوحصے ہیں نیکی کے۔ایک فرض نیکی ہے۔ایک نفل نیکی ہے۔)"فرائض یعنی جو انسان پر فرض کیا گیا ہو جیسے قرضہ کا اتارنا"۔(فرمایا کسی سے قرض لیا تو قرضے کا اتارنا یہ انسان کا فرض ہے) یا نیکی کے مقابل نیکی" (کرنا یہ تو فرض ہے)"ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔" (جو زائد ہو وہ نیکی ہے)"یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو۔ جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اَور احسان کرنا۔ یہ نوافل ہیں"۔(کسی نے احسان کیا اس کے احسان کا بدلہ اتارا بلکہ اس سے بڑھ کر اتارا تو یہ نفل ہو جائے گا) یہ بطور مکملات اور متمّمات فرائض کے ہیں۔۔۔۔۔۔۔نیکی کے دائرے کو کس قدر وسیع کرنا چاہئے؟اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ میں آجکل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ مَیں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شِیرے کے مٹکے میں ہاتھ ڈالا جاوے اور پھر اس کو تلوں میں ڈال کر تل لگائے جاویں تو جس قدر تل اس کو لگ جاویں اس قدر دھوکہ اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔" (یہ بعض غیر احمدیوں کے نظریے ہیں کہ شیرا یا شہد کوئی میٹھی چیز لیں۔ہاتھ ڈالو باہر نکالو باہر نکال کے تلوں کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالو اور جتنے تل ہاتھ کے ساتھ لگ جائیں اتنا تم دھوکہ دے سکتے ہو۔ اتنا دھوکہ دینا جائز ہے۔ اتنے لوگوں کے حقوق غصب کرنا جائز ہیں۔ فرمایا کہ یہ سب چیزیں انتہائی گناہ ہیں۔ یہ بالکل جائز نہیں۔ فرمایا کہ)"ان کی ایسی بیہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔" (یہی آجکل مسلمانوں کی حالت ہے۔)"مگر مَیں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہر گز ہر گز اپنی ہمدردی کے دائرے کو محدود نہ کرو اور ہمدردی کے لئے اُس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔(النحل:91) یعنی اوّل نیکی کرنے میں تم عدل کو ملحوظ رکھو۔ جو شخص تم سے نیکی کرے تم بھی اس کے ساتھ نیکی کرو۔

اور پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اس سے بھی بڑھ کر اس سے سلوک کرو۔ یہ احسان ہے۔ احسان کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتلاوے۔ مگر ان سب سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبتِ ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچّہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلہ کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی

جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دے دے کہ تُو اپنے بچّہ کو دودھ مت پلا اور اگر ایسا کرنے سے بچہ ضائع بھی ہو جاوے تو اس کو کوئی سزا نہیں ہو گی۔ تو کیا ماں ایسا حکم سن کر خوش ہو گی؟ اور اس کی تعمیل کرے گی؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ وہ تو اپنے دل میں ایسے بادشاہ کو کوسے گی کہ کیوں اس نے ایسا حکم دیا۔ پس اس طریق پر نیکی ہو کہ اسے طبعی مرتبہ تک پہنچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شئے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہنچ جاتی ہے اُس وقت وہ کامل ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 282-283۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ نیکیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بجالانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کا جو مطمح نظر، جو ٹارگٹ ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے اسے ہم حاصل کرنے والے ہوں۔۔۔۔۔

دینی معلومات

سوال: قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک (نام) کتنی دفعہ آیا ہے؟

جواب: چار مرتبہ۔

☆☆☆

سوال: قرآن کریم میں کس صحابی کا نام آیا ہے؟

جواب: حضرت زید بن حارثؓ کا۔

☆☆☆

اطفالِ احمدیت

محمودہ طلعت (مجلس مارسڈن پارک)

اطفالِ احمدیت
اطفالِ احمدیت
اپنا ہے کام خِدمَت
اور نیک ہے طَبیعَت
اطفالِ احمدیت
اطفالِ احمدیت
کہنا بڑوں کا مانیں
کرتے نہیں بہانے
سچا سبق جو سیکھیں
تو بُھولتے نہیں ہیں
اللہ نے دی ہے طاقت
دیتا ہے وہ ہی ہِمَّت
اطفالِ احمدیت
اطفالِ احمدیت
جوشِ یقیں کی گرمی
گُفتار میں ہے نرمی
غُصَّہ نہیں سمجھ سے
جیتیں گے دُشمنوں سے

پَیغام ہے محبت
تو کیا کرے گی نفرت
اطفالِ احمدیت
اطفالِ احمدیت
سُلجھے مِزَاج کے ہیں
کِردار کے بَھلے ہیں
بُزدِل نا ہم کو جانو
سمجھو تو دوست مانو
ہے خَیر خواہی عادت
ہم وَقت کی ضَرُورت
اطفالِ احمدیت
اطفالِ احمدیت
اپنا ہے کام خِدمَت
اور نیک ہے طَبیعَت
اطفالِ احمدیت
اطفالِ احمدیت

سوچنے کی باتیں

بیان فرمودہ حضرت مصلح موعودؓ خلیفۃ المسیح الثانی

حفصہؔ احمد (مجلس کاسل ہل)

قانون کی عظمت

کاؤنٹ ٹالسٹائے اٹھو اور شہزادے کو مارو۔۔

ٹالسٹائے روس کا ایک مشہور مصنف گذرا ہے جو لینن اور مارکس وغیرہ کے بعد ان چوٹی کے لوگوں میں سے تھا جنہوں نے بالشویزم کی اشاعت میں سب سے بڑا حصہ لیا ہے۔ اب بھی دنیا کی اکثر زبانوں میں اس کی تصانیف کے تراجم پائے جاتے ہیں۔ اس شخص کا ایک دادا سات آٹھ پشت پہلے پیٹر بادشاہ کے زمانہ میں اس کا دربان ہوا کرتا تھا۔ ایک دن بادشاہ کو کوئی ضروری کام تھا اور وہ اپنی قوم کی بہتری کے لئے کوئی سکیم سوچ رہا تھا۔ اس نے ٹالسٹائے کو حکم دیا کہ آج کسی شخص کو اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ اگر کوئی شخص اندر آئے گا تو میرا دماغ مشوش ہو جائے گا اور میں سکیم کو پوری طرح تیار نہیں کر سکوں گا۔ وہ ٹالسٹائے کو تاکید کر کے اپنے کمرہ میں آگیا۔ مگر بدقسمتی سے اسی وقت ایک شہزادہ آیا اور اس نے اندر داخل ہونا چاہا۔ ٹالسٹائے نے اپنے ہاتھ اس کے دروازہ کے آگے پھیلا دیئے اور کہا آپ اندر نہیں جاسکتے، بادشاہ کا حکم ہے کہ کسی شخص کو اندر نہ آنے دیا جائے۔ اس وقت تک روس کا قانون ابھی منظم نہیں ہوا تھا اور لارڈوں، نوابوں اور شاہی خاندان والوں کے بڑے حقوق سمجھے جاتے تھے۔ اس دستور کے مطابق شہزادہ کو قلعہ کے اندر داخل ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا تھا بلکہ ان سے اتر کر بعض اور لوگوں کے لئے بھی یہی دستور تھا۔ جب دربان نے شہزادے کو روکا تو وہ کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا: میں خوب جانتا ہوں آپ فلاں گرینڈ ڈیوک ہیں۔ اس نے کہا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ مجھ کو ہر وقت اندر جانے کی اجازت ہے؟ دربان نے جواب دیا میں خوب جانتا ہوں۔ یہ سن کر وہ پھر آگے بڑھا اور اندر داخل ہونے لگا۔ دربان نے پھر اسے روکا اور کہا حضور بادشاہ سلامت کا حکم ہے کہ آج کسی شخص کو اندر نہ آنے دیا جائے۔ اسے سخت غصہ آیا اس نے کوڑا

اٹھایا اور دربان کو مارنا شروع کیا کچھ دیر مارنے کے بعد اس نے سمجھا کہ اب اسے ہوش آگیا ہو گا وہ پھر اندر داخل ہونے لگا مگر ٹالسٹائے پھر راستہ روک کر کھڑا ہو گیا اور اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا، حضور بادشاہ کا حکم ہے کہ کوئی شخص اندر داخل نہ ہو۔ شہزادے نے پھر اسے مارنا شروع کر دیا۔ وہ سر جھکا کر مار کھاتا رہا مگر جب تیسری دفعہ شہزادہ اندر داخل ہونے لگا تو پھر اس نے ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا۔ اندر جانے کی اجازت نہیں، بادشاہ نے منع کیا ہوا ہے۔ شہزادے نے پھر اسے مارنا شروع کر دیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ جب پہلی دفعہ شہزادے نے دربان کو مارا تو شور کی آواز بادشاہ کے کان تک پہنچ گئی اور اس نے بالا خانہ کی کھڑکی سے یہ نظارہ دیکھنا شروع کر دیا۔ جب تیسری دفعہ شہزادہ اسے مار رہا تھا تو بادشاہ نے اسے آواز دی کہ ٹالسٹائے ادھر آؤ۔ ٹالسٹائے اندر گیا اور اس کے ساتھ شہزادہ بھی بڑے غصے کی حالت میں بادشاہ کے پاس پہنچا اور اس نے کہا۔ آج دربان نے میری سخت ہتک کی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا ہوا؟ شہزادے نے کہا میں اندر آنا چاہتا تھا مگر ٹالسٹائے مجھے اندر نہیں آنے دیتا تھا۔ بادشاہ نے ایسی شکل بنا کر کہ گویا اس واقعہ کا اسے کوئی علم نہیں کہا۔ ٹالسٹائے تم نے شہزادے کو اندر داخل ہونے سے کیوں روکا۔ اس نے کہا حضور آپ کا حکم تھا کہ آج کسی شخص کو اندر داخل نہ ہونے دیا جائے۔ بادشاہ نے شہزادے کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیا اس نے تم کو بتایا تھا کہ میں نے یہ حکم دیا ہے کہ کسی شخص کو اندر نہ آنے دیا جائے۔ اس نے کہا: بتایا تو تھا مگر شہزادے کو کوئی دربان روک نہیں سکتا۔ بادشاہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ شہزادے کو کوئی روک نہیں سکتا مگر بادشاہ روک سکتا ہے۔ تم نے شہزادہ ہو کر قانون کی بے حرمتی کی ہے اور اس نے دربان ہو کر قانون کی عظمت کو سمجھا ہے اور پھر باوجود اس کے کہ اس نے تمہیں بتا دیا تھا کہ یہ میرا حکم ہے پھر بھی تم نے اسے مارا۔ اب اس کی سزا یہ ہے کہ تم اس دربان کے ہاتھوں اسی طرح مار کھاؤ جس طرح تم نے اسے مارا ہے۔ اس کے بعد اس نے ٹالسٹائے کو کہا: ٹالسٹائے اٹھو اور اس شہزادے کو مارو۔ روسی قانون کے مطابق کسی فوجی کو کوئی غیر فوجی نہیں مار سکتا۔ شہزادے نے کہا میں فوجی ہوں اور یہ ٹالسٹائے سویلین ہے۔ یہ مجھے مار نہیں سکتا۔ بادشاہ نے کہا: کیپٹن ٹالسٹائے میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم شہزادے کو مارو۔ اس نے مارنے کے لیے کوڑا اٹھایا تو شہزادے نے کہا: میں زار روس کا جرنیل ہوں اور جرنیل کو کوئی غیر جرنیل نہیں مار سکتا۔ بادشاہ نے کہا: جنرل ٹالسٹائے میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم شہزادے کو مارو۔ اس پر شہزادے نے پھر روسی کانسٹی ٹیوشن کا حوالہ دے کر کہا کہ کسی نواب کو کوئی غیر نواب نہیں مار سکتا۔ بادشاہ نے کہا: اچھا کاؤنٹ ٹالسٹائے اٹھو اور شہزادے کو مارو۔ گویا دربان سے اسی وقت اس نے اسے کاؤنٹ بنا دیا اور شہزادے کو اس کے ہاتھوں سے سزا دلوائی۔ (سیر روحانی جلد دوم صفحہ 44-46)

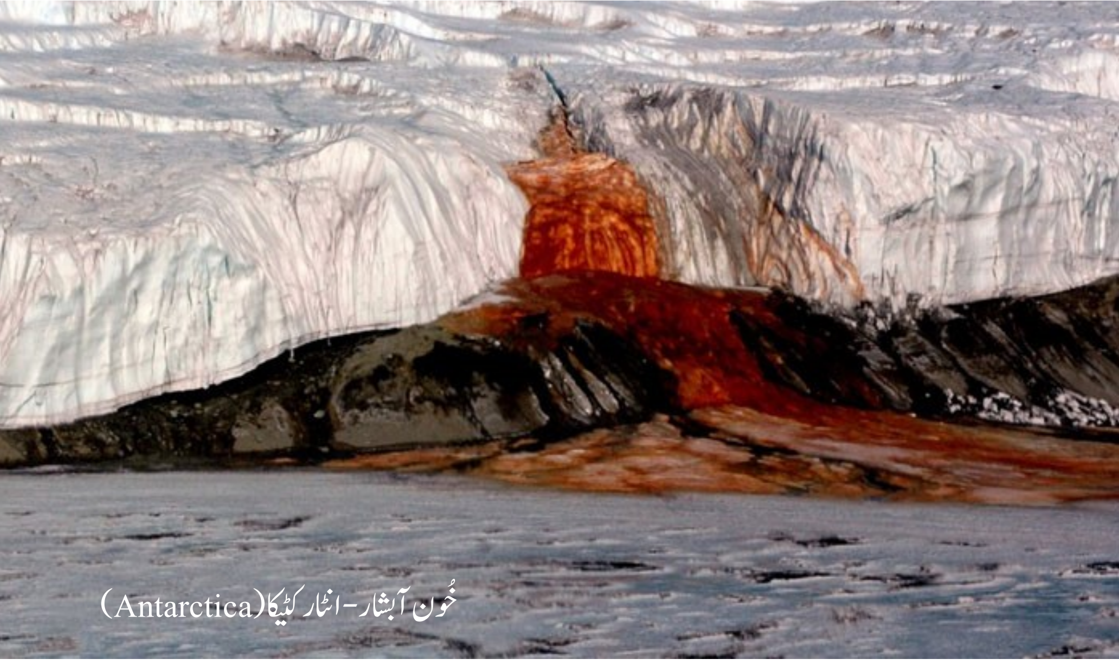
خُون آبشار - انٹارکٹیکا(Antarctica)

حیرت اَنگیز قدرتی عجائباتِ عالم

طابق کریم احمد شرما (مجلس مارسڈن پارک)

پیارے دوستو! ہماری یہ زمین، جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور ہماری نَشو و نُما اور رہائش سے لے کر زندگی گزارنے کے لیے دَرکار تمام اشیاء بھی ہمیں مُہیا کیں۔ بلکہ اُس سے کہیں بڑھ کر ہمیں نوازا جس کا تصور بھی بیان سے باہر ہے۔ نہایت دِل چَسپ اور خُوبصورت مقامات سے بھری پڑی ہے۔ اِسی دُنیا میں کچھ ایسے بھی مقامات موجود ہیں، جو ہمیں بہت حیران کر دیتے ہیں اور ہم تجسّس کے مارے یہ سوچے بنا نہیں رہ سکتے کہ آخر اَصل ماجرا کیا ہے؟

ساتھیو! جیسا کہ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ دُنیا کے سات برِّاعظموں میں سے انٹارکٹیکا(Antarctica) وہ واحد خِطّۂ زمین ہے جو تقریباً چاروں اطراف سے برف سے ڈھکا ہُوا ہے۔ اور اُسے اسی بنا پر یہ کہنا بھی بجا ہو گا کہ قطب جنوبی میں واقع دُنیا کا یہ سرد اور خُشک ترین براعظم انٹارکٹیکا(Antarctica) برف کا صحرا ہے۔ پھر اُس پر یہاں کسی آبشار کا پایا جانا کیا حیرت انگیز بات نہیں؟ جی ہاں آپ نے بالکُل ٹھیک پڑھا!

وادیٔ ٹیلر میں پائے جانے والی اس آبشار کا نام بھی تو اُتنا ہی حیران کُن ہے کیونکہ اس کا نام "خُون آبشار" ہے۔ آیئے اب اِس بارے میں جانتے ہیں کہ اِس آبشار کو یہ نام کیوں کر دیا گیا۔

ماہِرین کا کہنا ہے کہ لاکھوں سال پہلے یہاں نمک کی جھیل بن گئی تھی، جو آہستہ آہستہ بَرف کے تلے دَبتی چلی گئی۔ اِس جھیل کا نام 'بونی جھیل(Lake Bonney)' ہے اور اِس کی سطح پر آئرن موجود ہے لہٰذا جب پانی باہر آتا ہے تو اِس میں آئرن بھی شامل ہوتا ہے جو آکسیجن کے ساتھ مل کر زنک جیسا مادہ اور رنگ پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے یہ آبشار سُرخ نظر آتی ہے اور اِس جھیل کا پانی چونکہ عام سمندری پانی سے تین گنا زیادہ نمکین ہے جس کی وجہ سے اِس کا پانی جم نہیں سکتا اور پھر سُرخ رنگ کی آبشار کی صورت میں برف سے باہر آتا رہتا ہے۔

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اِس خُون آبشار کو سب سے پہلے دَریافت کرنے والا شخص ایک آسٹریلوی جُغرافیہ داں اور مُصنف تھومس گرفیتھ ٹیلر(Thomas Griffith Taylor) تھا۔ جس نے اِسے 1911ء میں دریافت کیا اور اب گرفیتھ ٹیلر کے نام سے اِس آبشار کی بَرف کی چٹان، ٹیلر گلیشیر (Taylor Glacier) اور اس کی وادی، وادیٔ ٹیلر (Taylor Valley) کہلاتی ہے۔ جو کہ براعظم انٹارکٹیکا میں جُغرافیائی لحاظ سے اپنی طرز کی سب سے مشہور و معروف دریافت جانی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ خُون آبشار بھی کرۂارض پر اپنی قسم کی واحد آبشار ہے۔

ایک اور دِل چَسپ بات یہ ہے کہ اِس آبشار کی جھیل میں، سطح سے کئی 100 میٹر، کی گہرائی پر، تقریباً 17 قدیم قِسموں کے مائیکروبز(Microbes) پائے جاتے ہیں۔ ماہِرین کے مُطابق، یہ معلومات اِس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ مائیکروبز کی شکل میں زندگی اِس قسم کے شدید سرد ماحول میں بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ اور اس اہم ترین دَریافت کے ذریعے یہ اُمید کی جاتی ہے کہ ہمارے نِظامِ شمسی میں موجود مریخ اور 'یوروپا'(مُشتری کا چاند) پر بھی زندگی کا پایا جانا مُمکن ہو سکتا ہے۔

جی ہاں بِالکل، براعظم انٹارکٹیکا(Antarctica) یقیناً ہماری زمین پر ایک دِل چَسپ اور حیرت انگیز جگہ ہے۔

حوالاجات:

https://www.nasa.gov/mission_pages/IPY/multimedia/ipyimg_20081009.html

https://captainantarctica.com.au/antarcticas-blood-falls/

https://antarcticsun.usap.gov/science/4721/

https://easyscienceforkids.com/blood-falls/

https://en.m.wikipedia.org/wiki/Blood_Falls

کون بنے گا بادشاہ

علائدا عرفان (مجلس ماؤنٹ ڈروٹ)

ایک وفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ کے تین بیٹے تھے۔ تینوں ہی بہت نیک اور سلیقہ مند تھے۔ لیکن چھوٹا بیٹا باقی دونوں سے زیادہ عقل مند اور ذہین تھا۔ وہ اپنی ذہانت سے بہت سے اچھے فیصلے کر دیا کرتا تھا۔ جس سے بادشاہ کے ساتھ ساتھ تمام درباری بھی داد دیئے بغیر نہ رہتے تھے۔ بادشاہ اب بوڑھا ہوتا جا رہا تھا۔ وہ جلد از جلد اپنی سلطنت اپنے بیٹوں کے ہاتھوں میں دینا چاہتا تھا تا کہ وہ اپنی باقی زندگی ذکرِ الٰہیٰ میں گزار دے۔

اصولاً تو اس کے بڑے بیٹے نے ہی بادشاہ بننا تھا لیکن بادشاہ چاہتا تھا کہ اس کے باقی دو بیٹوں کے ساتھ بھی کوئی ظلم نہ ہو وہ یہ سوچ کر پریشان ہو جاتا تھا کہ باقی بیٹوں کے ساتھ وہ کس طرح انصاف کرے۔

آخر وزیر نے پوچھا کہ آپ کو کیا غم ہے آپ پریشان کیوں رہتے ہیں؟

وزیر کے پوچھنے پر بادشاہ نے بتایا کہ ” میں اب اپنے بیٹوں کو بادشاہ بنانا چاہتا ہوں لیکن میں یہ سوچ کر پریشان ہو جاتا ہوں کہ باقی دونوں بیٹے کہیں گے کہ ابا جان نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔“

وزیر نے کہا۔" بادشاہ سلامت آپ پریشان مت ہوں۔ میرے خیال میں تینوں شہزادوں کو کسی آزمائش سے گزاریں اس آزمائش میں جو کامیاب ہو اُسے بادشاہ بنادیں۔ بادشاہ یہ سن کر بہت حوش ہوا۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ آزمائش کیا ہو گی۔

وزیر نے کہا کہ "بادشاہ سلامت مجھے آپ کل تک کی اجازت دیں میں آپ کو کل صبح آکر بتادوں گا" وزیر ساری رات سوچتا رہا۔ آخر وہ ترکیب سوچ کر مطمئن ہو کر سو گیا۔ صبح جب وزیر نے بادشاہ کو ترکیب بتائی تو بادشاہ سن کر بہت خوش ہوا اور وزیر کو مالامال کر دیا۔

منصوبے کے مطابق بادشاہ نے تینوں شہزادوں کو بلایا اور کہا" میں اب بوڑھا ہو تا جارہاہوں اور اپنی باقی زندگی ذکر الٰہی میں وقف کر دینا چاہتا ہوں۔ میں چاہتاہوں کہ تم میں سے کوئی ایک بادشاہ بنے۔ لیکن بادشاہ بننے کے لئے آزمائش سے گزرنا ہو گا۔ میں تم تینوں کو ایک ہزار اشرفیاں دوں گا جس سے تم لوگوں نے میرے لئے ایک ایسی چیز خریدنی ہے جس کا فائدہ مجھے اب بھی ہو اور بعد میں بھی"۔

تینوں بیٹوں نے کہا۔ ابّاجان وہ ایسی کونسی چیز ہے ؟

بادشاہ نے کہا" یہ تم لوگ اپنی عقل سے سوچو تم لوگوں کے پاس تین دن ہیں۔ تم لوگ ابھی اپنی منزل پر روانہ ہو جاؤ۔"

پھر بادشاہ نے تینوں کو ایک ہزار اشرفیاں دیں اور منزل پر روانہ کر دیا۔

بڑا شہزادہ مختلف بازاروں میں پھرتا رہا۔ آخر اس نے ایک ہیرے کی دکان دیکھی۔ ہیروں کو دیکھ کر وہ چندھیا گیا اور بے اختیار دکان میں داخل ہو گیا اور دکان دار کو مختلف ہیرے دکھانے کو کہا جس میں سے شہزادے کو ایک ہیرا پسند آگیا۔ جب شہزادے نے مالیت پوچھی تو اس نے کہا ایک ہزار اشرفیاں۔ بڑا شہزادہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور دکاندار سے ہیرا لے کر واپس آگیا اور تیسرے دن کا انتظار کرنے لگا۔

دوسرے شہزادے بھی ایسے ہی پھرتے رہے۔ منجھلے شہزادے کو اچھی اور مضبوط تلواریں بہت پسند تھیں۔ سو وہ ایک دکان پر گیا جہاں اس نے ایک سونے کی تلوار دیکھی۔ شہزادے کے پوچھنے پر دکاندار نے بتایا کہ کوئی تاجر آکر یہ تلوار فروخت کر گیا یہ تلوار بہت نایاب ہے اس کی قیمت ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ شہزاہ بہت خوش ہوا اور فوراً ایک ہزار اشرفیاں دے کر سونے کی تلوار خریدلی اور وہ بھی تیسرے دن کا انکار کرنے لگا۔

چھوٹا شہزادہ سوچتا رہاں وہ مختلف بازاروں میں سے گزرتا اور دیکھتا کہ سب بازاروں میں بہت سارے فقیر مانگ رہے ہیں اور

لوگ انہیں برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ شہزادے سے رہا نہ گیا اور اس نے سارے فقیروں میں اشرفیاں بانٹ دیں۔ وہ سب پہلے خوش ہوئے اور شہزادے کو دعائیں دینے لگے۔

آخر تیسرا دن بھی آ گیا کہ سب شہزادے محل میں پہنچے انہوں نے اپنی اپنی چیزیں لیں اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے دونوں بڑے شہزادوں نے بادشاہ کو ہیرا اور تلوار دکھائیں۔

بادشاہ نے کہا ان کا مجھے کیا فائدہ ہو گا۔ جب مروں گا تو یہ چیزیں میرے کیا کام آئیں گی؟

چھوٹا شہزادہ خاموش کھڑا تھا اس نے کہا" ابا جان میں نے اپنی تمام اشرفیاں غریبوں میں تقسیم کر دیں اور انہیں اتنا دے دیا ہے کہ وہ اپنی زندگی عزت سے گزاریں۔ وہ آپ کو بہت دعائیں دے رہے تھے جس کا فائدہ آپ کو اب بھی ہو گا اور آخرت میں بھی۔ یہ دعائیں آخرت میں آپ کی بخشش میں مدد دیں گی۔"

بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور چھوٹے بیٹے کو بادشاہ بنا دیا۔

(ماخوذ از رسالہ مریم)

مجلس اطفال الاحمدیہ سویڈن کے ساتھ ہونے والی آن لائن ملاقات میں ایک طفل نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوال کیا کہ مجھے کیسے پتا چلے گا کہ میں ایک اچھا طفل بن گیا ہوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر تم نمازیں پڑھ رہے ہو۔ اللہ میاں نے کہا ہے کہ سات سال کی عمر میں نمازیں پڑھنی شروع کر دینی چاہئیں دس سال کے بعد نمازیں لازمی فرض ہو جاتی ہیں۔ تم پانچ نمازیں پڑھ رہے ہو اللہ میاں سے دعا کر رہے ہو۔ اللہ میاں سے یہ دعا کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا بچہ بنائے اچھا طفل بنائے اچھا انسان بنائے۔ پھر اگر تم پڑھائی میں اچھے ہو اپنے سکول میں اچھی پڑھائی کر رہے ہو ماں باپ کا کہنا ماننے والے ہو، دوسرے بچوں سے لڑائی نہیں کر رہے، ان سے اچھے اخلاق سے پیش آتے ہو اچھی زبان استعمال کرتے ہو اچھے moral ہیں تو تم اچھے بچے ہو اچھے طفل ہو۔ یہی اچھے طفل کی خصوصیات ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل ۰۲ / دسمبر ۲۰۲۲ء صفحہ ۱۹)

ایک جری دِل حجاب میں

ثناء احمد (مجلس کاسل ہل)

باقی دنوں کی طرح وہ دن بھی سردیوں کا ایک عام سا دن تھا۔ دعا نے نیند سے جاگتے ہی صبح کا آغاز اپنے روزمرہ کے کاموں سے کیا اور بغیر سُستی دیکھائے، اسکول جانے کی تیاری میں مصروف ہوگئی کہ کہیں دیر نہ ہو جائے۔ اس نے کچھ دیر اپنی کپڑوں کی الماری کا جائزہ لیا اور پھر جھٹ سے ایک کالے رنگ کا کوٹ اور حجاب نکالنے کے ساتھ ہی فوراً جوتوں کی الماری میں جھکی اور پہنے کے لیے اپنے پسندیدہ جوتوں کا انتِخاب کیا۔ پھر وہاں سے تیار ہوتے ہی باورچی خانے کا رخ کیا جہاں سے وہ جلد ہی ناشتہ ختم کر کے اونچی آواز میں سلام کہتی گھر کے اگلے دروازے کو بند کیے اسکول کے لیے نکلی۔ دعا منہ ہی منہ میں بڑبڑائی "ارے وقت کو تو دیکھو، گزرتا جاتا ہے"۔ پھر وہ تیزی سے باغیچہ سے گزر کر گھر سے باہر سڑک پر آن پہنچی۔

ایک سترہ سالہ محنتی اور مستقل مزاجی سے اپنے تعلیمی معیار کو برقرار رکھنے والی ہائی اسکول کے آخری سال کی طالبہ ہونے کی حیثیت سے۔ دعا کو جب سالانہ امتِحان کی فکر ستانے لگی، تو اس نے اسکول تک پہنچنے کے باقی راستے کے دوران ذکرِ الٰہی کرنے کو ترجیح دی اور قرآنِ پاک کی یاد، کی ہوئی دعاؤں کو دِل میں دوہرانے لگی۔ یہاں تک کے دعا اپنے اسکول سے، اپنی جماعتِ احمدیہ کی مسجد قمر تک پہنچی اور ذرا دم بھر کو وہاں قیام کیا۔ ایک نظر مسجد کی خوبصورت عِمارت کا جائزہ لیتے ہوئے اس کا دِل شکر کے جذبات سے سرشار ہوا تو اس نے اپنے اندر سکون واطمینانِ قلب کی سی کیفیت محسوس کی اور سوچا 'یقیناً مسجد خدا کا گھر ہے'۔ اور پھر باقی طلبہ وطالبات کے ساتھ سڑک پار کرتی بڑے دروازے سے اسکول کی عِمارت کے اندر داخل ہو گئی۔

وہ آشکاش کے قصبے میں موجود ایک پُرسکون علاقہ تھا جہاں دعا اپنے والدین کے ساتھ پچھلے کئی سالوں سے رہائش پذیر تھی۔ چونکہ دعا نے چند ایک تنقیدی نگاہوں کے علاوہ، جو اس نے اپنے باقاعدہ حِجاب پہننے کے بعد محسوس کی تھیں۔ وہاں عموماً لوگوں

کی اکثریت کو اچھا پایا۔لہٰذا وہاں کے لوگ یا تو دوسروں کے عقائد ورہن سہن کا احترام کرنے والے تھے یا پھر اپنے آپ میں مگن رہنے کو زیادہ ترجیح دیتے تھے۔ اور کم و بیش، کچھ اسی قِسم کا ماحول اس کے اسکول کی چار دیواری میں بھی موجود تھا جہاں دعا کو کم ہی طلبہ سے واقفیت تھی۔ لیکن تب وہ یہ بالکل نہیں جانتی تھی کہ اس دن کے واقعہ کے بعد سے، نہ صرف اس کے اسکول کے تمام اساتذہ و طلبہ بلکہ ان کے علاوہ پورا ملک امریکہ اس کی بہادری، انسان دوستی کی مثالیں دے گا اور وہ 'ایک جرّی دِل حجاب میں' کے نام سے پہچانی جائے گی۔

گھڑیال نے صبح کے 9 بجنے کا اعلان کیا تو اسکول کی گھنٹی کے ساتھ دوسرے پیریڈ کا آغاز ہوا۔ ابھی انگریزی ادب کی کلاس کو شروع ہوئے بہ مشکل پانچ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک کمروں سے باہر، ذرا دُور سے چیخنے چلّانے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر اتنی زور کی آواز آئی کہ اس وقت سب کی توجہ کا مرکز وہی آواز بن گئی۔ پہلے تو دعا کو خیال گزرا کہ شاید کچھ طلبہ شوخی میں آکر، شور مچا رہے ہیں اور دوسری آواز بر آمدوں کی طرف کھلنے والے بڑے دروازے کو زور سے بند کرنے کی ہے۔ لیکن جلد ہی یہ خیال غلط ثابت ہوا جب ان کے استاد جو کچھ دیر کو کمرے سے باہر آوازوں کی سمت اصل معاملے کا جائزہ لینے گئے تھے، واپس کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے پریشان اور بے حد سنجیدہ چہرے سے یہ صاف ظاہر تھا کہ کوئی بڑی بات ہے۔ انھوں نے اندر داخل ہوتے ہی، تمام طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے، ایک ایک لفظ پر زور دے کر فیصلہ کُن آواز میں کہا کہ "ابھی اسی وقت۔۔ یہاں سے بھاگو!۔۔ اور دُور چلے جاؤ"۔ یہ سننا تھا کہ دعا اور اس کے تمام ساتھی طلبہ ایک تِیر کی سی تیزی سے، کمرے سے باہر کی طرف بھاگے۔ اس واقعہ کے نتیجے میں، اسکول میں پہلے ہی لوک ڈاؤن (Lockdown) نافذ کیا جا چکا تھا اسی لیے سب کی فکر و پریشانی یہ تھی کہ آخر کہاں پناہ لی جائے۔ اتنے میں دعا نے ان میں سے کسی کو مسجد قمر کا نام لیتے سنا، تو اس کے دل میں خیال آیا کہ اس وقت یہی خدا کا گھر ہم سب کے لیے بہترین پناہ گاہ ثابت ہو گا۔ مسجد قمر عموماً حفاظتی نقطۂ نظر سے بند رکھی جاتی تھی۔ اسی وجہ سے وہ یہ جانتی تھی کہ مسجد میں داخل ہونے کے لیے حفاظتی تالے کا کوڈ نمبر وہاں موجود تمام طلبہ میں سے صرف اسے ہی معلوم ہے اسی لیے اس نے سب کی رہنمائی کرنے کا فیصلہ کیا۔ پھر دعا سب کو ساتھ لے کر مسجد قمر کی سمت جانے والے نسبتاً چھوٹے دروازے سے بھاگ کر جماعتِ احمدیہ کی مسجد کے صحن میں داخل ہوئی۔

مسجد قمر کے دروازے پر پہنچ کر جب دعا نے پلٹ کر ایک نظر اپنے ارد گرد کھڑے اور مسجد کے صحن میں چھپلے اپنی حفاظت کی خاطر گھبراہٹ و پریشانی سے دوچار اسکول کے طلبہ کو دیکھا تو اسے صاف دکھائی دیا کہ وہ سب تعداد میں سو سے کچھ کم نہ تھے۔

لیکن اسی لمحے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے دعا نے اپنے اندر وہی اطمینان، ہمت و حوصلہ اترتا ہوا محسوس کیا جس نے اسے ایک سچی احمدی مجاہدہ و رہنما کے طور پر ان حالات کا آخر تک بھرپور مقابلہ کرنے کی صلاحیت عطا کی۔ دعا پھر جلد ہی واپس دروازے کی طرف پلٹی اور نہایت چابک دستی سے دروازے کے تالے کا کوڈ نمبر (Code Number) ڈال کر پورا دروازہ سب کی آمد کے لیے کھول دیا۔ اور خود بہادری سے دروازے کو تھامے اس وقت تک باہر کھڑی رہی جب تک کہ آخری طالبِ علم بھی حفاظت سے مسجد کی عِمارت میں داخل نہ ہو گیا۔ اس نے آخر میں اطمینان کر کہ سب مسجد میں داخل ہو چکے ہیں، دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔

مسجد کے اندر کا ماحول بھی خوف و پریشانی کا ہی منظر پیش کر رہا تھا۔ کیونکہ کچھ طلبہ خوف کے مارے ساکن، جوں کے توں تھے اور کچھ تو اندر آنے کے بعد بھی دروازے سے لگے کھڑے رو رہے تھے۔ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے باوجود اس کے کہ دعا ان تمام طلبہ کی اکثریت کو نا جانتی تھی اس نے فوراً سب کو نرم لہجے اور واضح الفاظ کے ساتھ مسجد کی عِمارت میں موجود سہولیات کے متعلق بتانا شروع کیا اور انھیں اطمینان دلایا کہ وہ جہاں سکون اور آرام محسوس کر سکتے ہیں وہیں سہولت سے بیٹھ کر اپنا سانس بحال کریں۔ دعا نے انھیں اس بات کا بھی یقین دلایا کہ وہ سب مسجد میں بہ حفاظت جب تک چاہیں رہ سکتے ہیں۔ اس نے اس کے بعد کچھ طلبہ کی ضرورت کے مطابق انھیں مسجد کا مختصراً معائنہ بھی کروایا تاکہ ان کا دھیان بٹا رہے اور گھبراہٹ کی کیفیت بھی جاتی رہے۔

اس سب سے فراغت کے بعد دعا نے اپنے والد کو فون کر کے اسکول میں پیش آنے والا واقعہ اور مسجد کے اندر کے تمام حالات بیان کر دیے۔ جن کے بارے میں سنتے ہی دعا کے والد پانچ منٹ کے اندر ہی مدد کے لیے وہاں پہنچ گئے اور دعا کے ساتھ مل کر تمام طلبہ کو ان کی کلاسوں کے مطابق علیحدہ علیحدہ گروہ یا جتھے کی صورت میں بٹھوایا۔ انھیں پینے کا صاف پانی مہیا کیا۔ اور اس وقت تک ان کی تمام بنیادی ضروریات و آرام کا خیال رکھا۔ جب تک کہ مسجد میں موجود تمام طلبہ اپنے والدین کے ہمراہ گھروں کو نہ چلے گئے۔

اس وُقُوعہ کے بعد جلد ہی تمام حفاظت و صحت سے منسلک شعبوں کے اَہلِ کار پولیس (Police) آگ بجھانے کا عملہ بنیادی طبّی امداد فراہم کرنے والے اَہلِ کار اور ایمبولینسوں کا عملہ وغیرہ جائے وُقُوع پر پہنچ گئے۔ پھر ان کے آنے پر ہی ساری بات کُھل کر سامنے آئی کہ اسکول کے اندر ایک جھڑپ کے دوران گولی چلی تھی۔ لیکن اَلحَمدُللہ بغیر کسی جانی نقصان کے حالات پر قابو پایا

جا چکا ہے۔ آشکاش کے علاقے کی عوام حکومت اور آگ بجھانے والے ادارے نے اس موقع پر جماعتِ احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور ان کے بھرپور تعاون و مدد کو سراہا اور اس بات پر مُہرِ تصدیق ثبت کی کہ جماعتِ احمدیہ نے مسجد کی بنیاد رکھتے ہوئے جو کہا کہ "مسجد قمر کے دروازے اس علاقے کی عوام کے لیے ہمیشہ کھلے رہیں گے" آج آشکاش اسکول کے طلبہ اور حفاظتی اداروں کے اہل کاروں کی مدد کر کہ اس بات کو عملی طور پر کر دِکھایا۔ ان سب نے جماعتِ احمدیہ کی خدمات کو مزید سراہتے ہوئے سب کی بنیادی ضروریات اور کھانے پینے کا خاص خیال رکھنے کا بھی ذِکر کیا۔

3 دِسمبر 2019 کو پیش آنے والے اس سچے واقعے کی تفصیلات امریکہ کے تمام خبر نشر کرنے والے ابلاغِ عامہ کے اداروں نے ہاتھوں ہاتھ لی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں اس بات کا چرچا ہونے لگا۔ اس واقعے میں جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرنے والوں کو اور پذیرائی حاصل ہوئی۔ کہا گیا کہ اس واقعے میں شامل تمام بہادر افراد آشکاش اسکول کا عملہ اور خاص کر اس اسکول کی ایک حجاب پوش طالبہ دعا نے کئی جانوں کو اس حادثے کا شکار بننے سے بچانے میں ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ جس نے دوسرے طلبہ کی حفاظت کی خاطر اپنی جان تک کی پرواہ نہ کی۔

امریکہ کے بڑے ٹی وی اداروں جیسا کہ ABC, CNN اور Fox11 نیوز چینلز (News Channels) وغیرہ نے دعا کے خصوصی انٹرویوز (Interviews) نشر کیے۔ جن میں اس کی جرأت و بہادری اور نیکی کے بے لوث جذبے کو سراہا۔ اور کہا گیا کہ 'تمام کارہائے نمایاں انجام دینے والے کردار صرف سوپر ہیروز (Super) کے لباس میں ہی نہیں بلکہ کبھی حجاب میں بھی ملبوس ہوتے ہیں۔'

جی بالکل! یہی سچ ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ حقیقت کی دنیا میں، کسی بہادر کو سوپر ہیروز (Super Heroes) کے لباس میں کبھی نہیں دیکھا گیا۔ ہاں البتّہ! بہادری کے سچے واقعات میں سے کئی مثالیں ہمیں حجاب پوش خواتین ہی کی ملتی ہیں۔

حوالاجات:

https://www.reviewofreligions.org/19282/not-all-heroes-wear-capes-sometimes-they-wear-hijabs/

https://abcnews.go.com/amp/US/video-shows-17-year-girl-hold-open-mosque/story?id=67504076

https://amp.cnn.com/cnn/2019/12/05/us/shelter-mosque-school-shooting-trnd/index.html

https://fox11online.com/news/local/oshkosh-west-student-leads-others-to-shelter-in-mosque-after-stabbing-shooting?spot_im_scroll_to_comments=true&spot_im_highlight_immediate=true

بوجھو تو جانیں!

1-بات اَنوکھی کیا کوئی جانے
اِک ڈِبیا میں سینکڑوں دانے
میٹھے میٹھے، رنگ رنگیلے
رس بھرے، رس دار، رسیلے
کوئی چُوسے، کوئی چَبائے
بچّہ بوڑھا ہر اِک کھائے۔

2-جانے کس شے کا ہے سایا
بادل سا بن کر لہرایا
اُڑتا جائے، اُڑتا جائے
طرح طرح کی شکل بنائے
پکڑو تو وہ ہاتھ نہ آئے۔

3-ہر دم پیار لُٹانے والی
ہر پل ناز اُٹھانے والی
ہم سب کے آرام کی خاطر
اپنا چین گنوانے والی۔

4-اُس نے سب کے کام سنوارے
ورنہ رہ جاتے، اَحمق سارے۔

جوابات:(1)اَنار،(2)دُھواں،(3)ماں،(4)عقل

ذرا مسکرائیے

ڈاکو ریل کے ڈبے میں مسافروں کو لوٹ رہے تھے۔

ایک مسافر سے ایک ڈاکو نے کہا: "جو کچھ تمھارے پاس ہے جلدی سے نکالو"۔

مسافر: "ذرا آہستہ بولو بھائی صاحب! میرے پاس تو ریل کا ٹکٹ بھی نہیں ہے"۔

استاد (شاگرد سے): "پچاس میں سے کتنے نکالیں جائیں کہ باقی پانچ بچیں"۔

شاگرد: "جناب! صفر"۔

استاد: "کیا تم ایسا کام کر سکتے ہو جو کوئی دوسرا نہ کر سکے؟"

شاگرد بڑے اعتماد سے بولا۔ "جی ہاں سر! میں اپنا لکھا ہوا پڑھ سکتا ہوں"۔

ہیلو! یہ کیڑے مکوڑے بیچنے والی دکان ہے؟"

"جی ہاں فرمایئے!"

"فوراً!" پانچ سو مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے میرے گھر پہنچا دیجیے۔"

"لیکن آپ ان کا کیا کریں گے؟"

جناب میں مکان چھوڑ رہا ہوں اور مالک مکان کی خاص ہدایت ہے کہ جس حالت میں مکان لیا تھا اسی حالت میں خالی کرو۔

میٹھے پکوان و مشروبات

آہاں اسٹرابیریز! گلاب کی طرح شگفتہ سرخ رنگت اور سر پر سبز پتوں کا تاج لیے ایک ایسا دل فریب و خوش ذائقہ پھل، جو اکثریت کی پسند ہے۔ اور پھر جہاں اسٹرابیریز کی بات ہو، وہاں بچّے نہ ہوں، یہ تو ممکن نہیں کیونکہ روتے ہوئے بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ لانے کے لیے تو اسٹرابیریز کا نام ہی کافی ہے۔ ہے نا!

پیارے ساتھیو! اسٹرابیری صرف خوش ذائقہ پھل ہی نہیں ہے بلکہ اِسے صِحَت کی ضمانت بھی کہا جاتا ہے۔ جدید طِبی تحقیقات کے مُطابِق، اسٹرابیریز کا روزانہ استعمال انسان کی قوت مُدافعت کو بڑھانے اور صحت مندر کھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

تو چلیے پھر، آج ہم مل کر اسٹرابیریز سے بننے والے مختلِف میٹھے پکوان و مشروبات میں سے چند آسان تراکیب کو گھر پر بناتے ہیں اور اپنی صلاحیتیں آزماتے ہیں۔

اسٹرابیری جیم: Strawberry Jam

اجزاء:

- اسٹرابیریز۔ ایک کلو
- چینی۔ ایک کلو
- لیموں کا رس۔ ایک چوتھائی کپ

ترکیب:

اسٹرابیریز (Strawberries) کو دھو کر کاٹ لیں۔ اب انھیں ایک پلاسٹک (Plastic) کے پیالے میں چینی کے ساتھ ڈال کر رات بھر کے لیے فریج (Fridge) میں رکھ دیں۔ اگلی صبح اُسے ایک پین (Pan) میں پکائیں، یہاں تک کہ چینی حل ہو جائے۔

اب بیس منٹ مزید پکائیں کہ چینی جمنے لگے۔ چُولہا بند کر دیں اور لیموں کا رس شامل کر کے اسے ابال کر خشک کی ہوئی بوتلوں میں بھر دیں۔

اسٹرابیری لسّی: Strawberry Lasi

اجزاء:

- دہی۔ ایک کپ
- اسٹرابیریز۔ ایک کپ
- چینی۔ حسبِ ضرورت
- برف۔ حسبِ منشا

ترکیب:

تمام اجزاء اور برف گرائنڈر (Grinder) میں باریک کر کے ملا لیں اور گلاس میں ڈال کر مزے دار اسٹرابیری لسی کا لطف اُٹھائیں۔

اگر اسے پتلا کرنا ہو تو حسبِ منشا پانی بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔